السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء دین ازروئے شرع شریف کہ زید صحیح الاعتقاداہل حدیث متبع سنت ہے۔ زید کی لڑکی عمر11سالہ نابالغہ صوم وصلوۃ کی پابندمذھبااہل متبع سنت ہے۔ زید کی لڑکی عمر11سالہ نابالغہ صوم وصلوۃ کی مذہبااہل حدیث نمازسنت کے مطابق اداکرتی ہے۔ قرآن شریف وچند اردو کی اسلامی کتابیں پڑھ چکی ہے ان شاء اللہ قریب بلوغ تک حاصل کرلے گی۔ مذکورلڑکی کےلئے زید کا حقیقی چچااپنے لڑکے کےلئے خطبہ کرتا ہے۔

اب عرض یہ ہے کہ زید کاچاچا کہلانے کوتواہل حدیث ہے لیکن نمازمیں آمین رفع الیدین کرنے کاعادی نہیں۔ اپنی دونوں بیٹیوں کی شادی حنفی مذہب کے اشخاص سے کردی ہے زوررنج وفحش گوہے لڑکا جس کےلئے خطبہ کرتاہے۔ 10/8سال سے بالغ ہے صلوۃ کاپابند نہیں اورنہ ہی جماعت اہل حدیث سے موانست رکھتاہے جب کبھی نمازپڑھتاہے توآمین رفع الیدین وغیرہ سنت کے مطابق پوری نہیں کرتاسادہ قرآن شریف بھی نہیں پڑھا ہواہے۔ داڑھی بالکل خشخاص قینچی سے کتراکررکھتاہے۔ بال بچوں والی ہمشیرگان پرغصہ کے وقت جوتااتارلیتاہے اورمارپیٹ بھی کرلیتاہے ممنوعہ مجالس عرس میلہ میں بھی شرکت کرلیتاہے۔

کیازیدایسے شخص سے جوکہ قریبی رشتہ دارہے اس کے سوااورکوئی رشتہ دارنہیں اپنی لڑکی مذکورہ بالاکارشتہ کردے یاغیررشتہ میں اہل حدیث متبع سنت کردے اگررشتہ میں فتوی کاہے تواس آیات قرآن کاکیامفہوم ہے؟ جس میں صلہ رحمی کرنے کاحکم اورقطع رحمی کی ممانعت ہے؟ مفصل بیان قرآن شریف وحدیث سے فرمایاجائے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں زیداپنی لڑکی کانکاح اپنےچچاکے لڑکے کے بجائے کسی پابند شریعت متدین متبع سنت شخص سے کرے اگرچہ وہ زید کارشتہ دارنہ ہو۔ باپ بلکہ ہرولی پرفرض ہے کہ اپنی لڑکی اورموالیہ کے نکاح کے وقت اس کے فائدہ اورنفع کاخیال رکھنے کے ساتھ ہونے والے شوہر کے اخلاق وعادات اورتدین وتقوی کاپورالحاظ رکھے یعنی: اپنی مولیہ کےلئے ایساشوہرتلاش کرے جوپابند شریعت ہواورجس کے ساتھ لڑکی کی زندگی اچھی طرح بسر ہوسکے

۔

زید کااپنےچچاکےبیٹے کی بجائے غیررشتہ دارمیں کسی متبع سنت متدین شخص سے نکاح کرناصلہ رحمی والی آیات واحادیث کے خلاف نہیں ہوگاصلہ رحمی کے حکم اورقطع رحم کی ممانعت کایہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے نفع اورنقصان سے آنکھیں بندکرلی جائیں اوراپنی یااپنےبچوں کی زندگی کوخطرہ میں ڈالے اورتباہ کرنے کی صورت اختیارکی جائے۔ مکتوب

اسباب (جوازنکاح صغائر) میں امام بخاری کامابہ الاستدلال وہ چیزیں ہیں :

(1) آیہ کریمہ : (وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4)

(2) حدیث حضرت صدیقہ : أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزجھا وھی بنت ست سنین ان دونوں چیزوں سے استدلال اس باب میں صحیح نہیں ہے۔ اول: یعنی استدلال بایۃ کریمہ اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ استدلال بوجوہ مخدوش ہے:

وجہ اول: اس آیت سے استدلال اس باب پرموقوف ہے کہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4) میں صغائرہی داخل ہیں اوریہ بات چیز منع نہیں ہے کیوں نہیں جائزہے کہ اس میں صرف وہی عورتیں داخل ہوجوحیض کاسن رکھتی ہوں اورکسی بیماری کی وجہ سے حیض ان کونہ آتاہو۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عورتوں کی دوقسمیں ہیں:

(1) حائض۔ (2) غیرحائض۔

پھرغیرحائض کی بھی دوقسمیں ہیں:

(1) آئسہ (2) غیرآئسہ۔

پھرغیرآئسہ کی بھی دوقسمیں ہیں

(1) کبیرہ مریضہ بمرض مذکور۔ (2) صغیرہ۔

الحاصل عورتوں کی پانچ قسمیں ہیں:

حائض (2) حامل (3) آئسہ (4) کبیرہ مریضہ بمرض مذکور (5) صغیرہ۔ (1)

اللہ تعالی نے ان پانچوں میں تین کی عدت آیتوں میں بیان فرمادیں:

چنانچہ نمبر (1) کی عدت آیۃ کریمہ : وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (البقرہ: 228) میں بیان فرمادیں

(عدیت کی آیت کریمہ : وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ (الطلاق: 4) (2)

(نمبر تین کی عدت : وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ (الطلاق: 4) میں بیان فرمادی۔ رہ گئی نمبر (4) و نمبر (5) اور رہ گئی ایک آیۃ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4) (3)

اب یہاں غور طلب صرف یہ امر ہے کہ آیۃ میں ان دونوں کی عدت کا بیان ہے یا صرف نمبر (4) کی عدت کا بیان ہے یا صرف نمبر (5) کی عدت کا بیان۔ اگر یہ دو امر ثابت ہوجائیں:

یہ کہ طلاق کی عدت اسی عورت پر واجب ہے جو نکاح کے بعد مدخولہ بھی ہوچکی ہو اور جو نکاح کے بعد مدخولہ نہ ہوچکی ہو اس پر طلاق کی عدت واجب نہیں۔ (1)

یہ کہ صغیرہ شرعا مدخولہ نہیں تو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائے گا کہ آیۃ کریمہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4) میں نہ ان دونوں نمبروں (4/5) کی عدت بیان ہے ورنہ صرف نمبر (5) کی عدت کا بیان بلکہ اس میں صرف (2) نمبر (4) کی عدت کا بیان ہے۔

واضح ہوکہ یہ دونوں امر ثابت ہیں۔ ان کا ثبوت آیہ کریمہ ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا سورۃ الاحزاب: 49) اس آیۃ سے ثابت ہے کہ طلاق کی عدت اس عورت پر واجب ہے جو نکاح کے بعد مدخولہ ہوچکی ہو اور جو نکاح کے بعد مدخولہ نہ ہوچکی ہو اس پر طلاق کی عدت واجب نہیں۔ اور دوم ثبوت یہ آیۃ کریمہ ہے نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ (سورۃ البقرہ: 223) أی فأتوہن من حیث انہن حرثکم اور یہ ظاہر ہے کہ صغیرہ من حیث أنہا صغیرۃ حرث ہونے کی صالح نہیں ہے پس اس کا شرعا مخلوہ ہونا بھی منتفی ہے یعنی: وہ شرعا مدخولہ نہیں ہے۔ واضح ہوکہ یہ فعل (مجامعت) درحقیقت بقا و نسل کے لئے ہے اور اس خاص فعل کے لئے حکمت بالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ انسان کیا حیوانات بھی اس جوش اور میلان طبعی کے ساتھ اس کام میں مصروف ہوتے ہیں جس کا مشاہدہ شاہد عدل ہے۔ اور صغیرہ ان دونوں باتوں سے محروم ہے ے اور یہ یک مسئلہ ہے جس میں اطباء یونانی وغیرہ یونانی سب ہم زبان ہیں کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہے یہاں تک کہ قانون شاہی جو رائج الوقت ہے اس میں صغیرہ کے ساتھ ہم بستر ہونا بنظر اوس کے مضار کے قطعا ممنوع کردیا گیا ہے۔

یہاں سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آیۃ کریمہ واللائی لم یحضن میں نمبر (5) یعنی: صغیرہ داخل نہیں ہے۔ یعنی: اس آیت میں صغیرہ کی عدت کا بیان نہیں ہے نہ انفرادا ونہ اشتراکا۔ بلکہ اس آیت میں صرف نمبر (4) کی عدت کا بیان ہے ے یعنی: اس آیت میں وہی عورتیں مراد ہیں جو بانجھ اور سن ایاس کو جس میں حیض سے ناامیدی ہوجاتی ہے نہیں پہنچی ہے بلکہ ابھی ایسا سن رکھتی ہیں جس میں حیض کے آنے کی امید ہے لیکن جو اسباب کہ حیض کے بند ہوجانے کی ہیں جن کی تفصیل کتب طبیہ میں مذکور ہے۔ (جیسے قلت خون یا انسداد افواہ عروق رحم بسبب حرارت یا برودت یا یبوست یا بسب فربھی یا بہ سبب انحراف رحم یا غیر ذلک) انہیں اسباب میں سے کسی سبب سے اون کا حیض بند ہوگیا ہے پس اس قسم کی عورتیں آیۃ کریمہ مذکرہ کے تحت میں داخل ہیں نہ صغیرہ۔ اور جب صغیرہ آیۃ کریمہ مذکورہ کے تحت میں داخل ہی نہیں تو اس آیۃ سے استنباط جواز نکاح صغائر کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے؟ فضلا عن أن یکون الاستنباط حسنا

وجہ دوم: آیۃ کریمہ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4) کی تقدیر عبارت بنظر اس کے سیاق (واللائی یئس من المحیض من نسائکم) کے یہ ہے: وَاللَّائِي لَمْ من نسائکم

پس استدلال اس آیت سے اس بات پر موقوف ہے کہ صغائر بھی لسان عرب میں نساء ہوں لیکن صغائر لسان عرب میں نساء نہیں ہیں

وجہ سوم: وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ (الطلاق: 4) صفت ہے اس کے لئے کوئی موصوف چاہئے اور موصوف بجز لفظ المنکوحات المطلقات کے اور کیا ہوسکتا ہے تو تقدیر عبارت یہ ہوئی: المنکوحات المطلقات اللائی لم یحضن پس استدلال اس آیت سے اس بات پر موقوف ہے کہ اولا صحت نکاح صغائر اسی آیت سے ثابت کیا جائے تو یہ دور صریح ہوگی و ہو کما تری

اس لئے صحیح نہیں ہے کہ یہ استدلال بھی بوجوہ مخدوش ہے ثانی: یعنی استدلال بحدیث صدیقہ صدیقہ:

وجہ اول: حافظ ابن حجر نے فتح الباری 27/9 میں ا ابن بطال کا یہ قول نقل کرکے اس کے دو جواب دیتے ہیں: پہلا جواب یہ دیا ہے: كَأَنَّهُ أَخَذَ ذَلِكَ مِنْ عَدَمِ ذِكْرِهِ وَلَيْسَ بِوَاضِحِ الدَّلَالَةِ بَلْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ قَبْلَ وُرُودِ الْأَمْرِ بِاسْتِئْذَانِ الْبِكْرِ وَهُوَ الظَّاهِرُ فَإِنَّ الْقِصَّةَ وَقَعَتْ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ

وجہ دوم: حافظ ابن حجر نے فتح الباری 97/9 میں ابن بطال کے قول مذکور کا دوسرا جواب یہ دیا ہے: حکی عن ابن حزم عن ابن شبرمۃ أنہ زعم أن تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ وہی بنت ست سنین کام من خصائصہ

وجہ سوم: حکی العلامۃ الزیلعی فی نصب الرایۃ فی تخریج أحادیث الہدایۃ عن النووی: أن اا الصحیح عند الأصولین تقدیم القول إذا عارضۃ الفعل لأن القول یتعدی الی الغیر والفعل قد یقتصر علیہ

اب رہا مہلب کا قول: اجمعوا أنہ یجوز للأب تزویج ابنتہ الصغیرہ ولو کانت لا یوطا مثلہا الخ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مسئلہ اجماعی نہیں ہے بلکہ اختلافی ہے۔ چنانچہ حافظ نے فتح الباری میں مہلب کے اس قول کو نقل فرما کر اس مسئلہ میں اختلاف ثابت کرکے اس اجماعی ہونا باطل کردیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: إِلَّا أَنَّ الطَّحَاوِيَّ حَكَى عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ مَنْعَهُ فِيمَنْ لَا تُوطَأُ وَحَكَى ابْنُ حَزْمٍ عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ مُطْلَقًا أَنَّ الْأَبَ لَا يُزَوِّجُ بِنْتَهُ الْبِكْرَ الصَّغِيرَةَ حَتَّى تَبْلُغَ وَتَأْذَنَ (فتح الباری 97/9) اور یہ کفایہ باب الاولیاء والاکفاء میں ہے: قال ابن شبرمہ وابوبکر: أنہ لا یزوج الصغیر والصغیرۃ أحد حتی یبلغا الخ اور یہی فتح الباری میں ہے: وَقَدِ احْتَجَّ بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ بِحَدِيثِ لَا تُنْكَحُ الْيَتِيمَةُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ قَالَ فَإِنْ قِيلَ الصَّغِيرَةُ لَا تُسْتَأْمَرُ قُلْنَا فِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى تَأْخِيرِ تَزْوِيجِهَا حَتَّى تَبْلُغَ فَتَصِيرَ أَهْلًا لِلِاسْتِئْمَارِ فَإِنْ قِيلَ لَا تَكُونُ بَعْدَ الْبُلُوغِ يَتِيمَةً قُلْنَا التَّقْدِيرُ لَا تُنْكَحُ الْيَتِيمَةُ حَتَّى تَبْلُغَ فَتُسْتَأْمَرَ جَمْعًا بَيْنَ الْأَدِلَّةِ الخ اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں: ثم ہل قبل البلوغ لا معنی لاذنہا ولا لابائہا فکأنہ صلی اللہ علیہ وسلم شرط بلوغہا فمعناہ لا تنکح حتی تبلغ فتستامر الخ

الحاصل یہ مسئلہ اختلافی ہے نہ اجماعی۔ اس لئے کہ اجماع میں کل کا اتفاق شرط ہے کہ اگر ایک بھی مخالف ہوگا اجماع منعقد نہ ہوگا اور وہ مسئلہ اختلافی ہی رہے گا منار میں ہے: والشرط اجتماع الکل وخلاف الواحد مانع کخلاف الاکثر الخ

ور تنقیح میں ہے   وعندا البعض لایسترط اتفاق الکل بل الأکثر کاف وعندنا یشترط لأن الحجۃ اجماع الامۃ فما بقی أحد من الامۃ لایکون اجماعا وربما کان اختلف الصحابۃ والمخالف واحد بمقابلۃ الجمع الکثیر الخ اور حدیث مسلم : یارسول اللہ انت أبر الناس وأوصل الناس وقد بلغن النکاح الحدیث اور حدیث صحیحین لا تنکح الأیم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن   سے حکم عام لیا گیا ہے اور اس عام حکم کے لینے میں قیاس کو کوئی دخل نہیں دیا گیا۔ واللہ اعلم

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 196

محدث فتویٰ